فے۔(مصنف ابن ابی شیبہ:۷۵۶۵)(شرح ابن بطال ج ۲ ص ۳۸۴-۳۸۳ 'دار الکتب العلمیہ' بیروت '۱۴۲۴ھ)

ام ابوحنیفہ کے نزدیک مقتدی کی نماز صحت اور فساد میں امام کی نماز کے تابع ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ور امام شافعی کے نزدیک نہیں

امام الحسین بن مسعود البغوی المتوفی ۵۱۶ھ' صحیح البخاری: ۶۹۴' شرح السنۃ: ۸۳۹ کے تحت لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جب کسی شخص نے ایک قوم کو بے وضوء یا جنبی ہو کر نماز پڑھائی تو جن لوگوں نے اس کی اقتداء
ں نماز پڑھی ہے' ان کی نماز صحیح ہے اور امام پر اس نماز کا اعادہ واجب ہے خواہ امام نے عمداً نماز پڑھائی ہو یا بھول کر۔

(شرح السنۃ ج ۳ ص ۴۰۵ 'المکتب الاسلامی' بیروت '۱۴۰۳ھ)

علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

یہ تفریع امام شافعی کے مذہب پر مبنی ہے کیونکہ ان کے نزدیک مقتدی کی نماز میں محض امام کی موافقت ہے اور نماز کی صحت اور
س کا فساد امام کی نماز پر موقوف نہیں ہے' اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک مقتدی کی نماز کی صحت امام کی نماز کی صحت پر اور مقتدی کی نماز کا
فساد امام کی نماز کے فساد کے اوپر موقوف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ حدیث ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: امام ضامن ہے اور مؤذن امین ہے' اے اللہ! ائمہ کو
ہدایت دے اور مؤذنین کی مغفرت فرما۔(سنن ترمذی: ۲۰۷' مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: امام ضامن ہے یعنی امام کی نماز مقتدی کی نماز کو متضمن ہوتی ہے' پس امام کی نماز کی صحت مقتدی کی
نماز کی صحت کو مستلزم ہوگی اور امام کی نماز کا فساد مقتدی کی نماز کے فساد کو مستلزم ہوگا اور اعلیٰ ادنیٰ کو متضمن ہوتا ہے اور ادنیٰ اعلیٰ کو
متضمن نہیں ہوتا' اس لیے امام اگر فرض پڑھ رہا ہو تو اس کی اقتداء میں نفل پڑھنے والے کی نماز ہو جائے گی اور اگر امام نفل پڑھ رہا ہو تو
اس کی اقتداء میں فرض پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوگی' اسی وجہ سے نابالغ کی اقتداء میں تراویح نہیں ہوگی کیونکہ نابالغ کی نماز نفل ہے
اور جو بالغ تراویح پڑھ رہے ہیں' ان کی نماز شروع کرنے کے بعد واجب ہوگئی' اور نفل واجب کو مستلزم نہیں ہوتا' اسی طرح امام مثلاً ظہر
پڑھ رہا ہو اور مقتدی عصر پڑھ رہا ہو تو مقتدی کی نماز نہیں ہوگی یا امام ادا پڑھ رہا ہو اور مقتدی قضاء پڑھ رہا ہو تو مقتدی کی نماز نہیں ہوگی
کیونکہ ان صورتوں میں امام کی نماز مقتدی کی نماز کو متضمن نہیں ہوگی' اور ان تمام صورتوں میں امام شافعی کے نزدیک مقتدی کی نماز ہو
جائے گی کیونکہ ان کے نزدیک مقتدی کی نماز میں محض امام کی نماز کی موافقت ہوتی ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۵ ص ۳۳۵' مع زیادۃ' دار الکتب العلمیہ' بیروت '۱۴۲۱ھ)

۵۶ - بَابُ اِمَامَةِ الْمَفْتُوْنِ وَالْمُبْتَدِعِ "المفتون" اور "المبتدع" کی امامت

"مفتون" سے مراد وہ شخص ہے جو فتنہ میں مبتلا ہو لیکن اس باب کے تحت جو حدیث ذکر کی ہے' اس سے مراد "مفتون" نہیں
بلکہ "فاتن" ہے یعنی جو شخص فتنہ میں مبتلا کرنے والا ہو اور امام کے خلاف خروج کرنے والا ہو' اس کی امامت کا کیا حکم ہے' آیا اس کی
اقتداء میں نماز ہوگی یا نہیں؟ سو امام بخاری کو اس حدیث کے عنوان میں "مفتون" کے بجائے "فاتن" لکھنا چاہیے تھا۔

بدعت کا لغوی اور اصطلاحی معنی

"المبتدع" سے مراد وہ شخص ہے جو بدعت کا ارتکاب کرے' بدعت کا لغوی معنی ہے: ہر وہ کام جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو اور

اس کا اصطلاحی معنی ہے: ہر وہ نیا کام جس کی رسول اللہ ﷺ کے عہد میں کوئی مثال نہ ہو' اس کی دو قسمیں ہیں' اوّل بدعت ضلالہ ہے' یہ وہ نیا کام ہے جو سنت کے مخالف اور اس کا مُغیّر ہو اور اس کو دین میں داخل کر لیا جائے' اور ثانی بدعت حسنہ ہے' یہ وہ نیا کام ہے جس کو مؤمنین نیک قرار دیں اور وہ کام کتاب یا سنت یا آثارِ صحابہ یا اجماع کے خلاف نہ ہو اور یہاں بدعت سے مراد بدعت ضلالہ ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۵ ص ۳۳۶)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے: بدعت سے مراد وہ اعتقاد ہے جو اہل السنت والجماعت کے خلاف ہو۔

(فتح الباری ج ۲ ص ۲۸۹)

علامہ محمد بن یوسف کرمانی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں بدعت سے مراد بدعت قبیحہ ہے' اور بدعت کی پانچ قسمیں ہیں: الواجبۃ' المندوبۃ' المحرمۃ' المکروھۃ اور المباحۃ' امام شافعی نے فرمایا: المحدثات (نئے کاموں) کی دو قسمیں ہیں' ایک وہ قسم ہے جو کتاب یا سنت یا آثارِ صحابہ یا اجماع کے خلاف ہو اور یہی بدعت ضلالہ ہے اور دوسری وہ قسم ہے جو ان اُمور کے مخالف نہ ہو اور یہ قسم غیر مذموم ہے۔

(شرح الکرمانی جز ۵ ص ۷۷' دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ نور الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۷۳ھ لکھتے ہیں:

بدعت وہ نیا کام ہے جس کی شریعت میں اصل نہ ہو اور وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہ ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں: حسنہ اور قبیحہ اور اس جگہ بدعت سے مراد بدعت قبیحہ ہے۔ (تیسیر القاری ج ۱ ص ۲۴۳' مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

وَقَالَ الْحَسَنُ صَلِّ وَعَلَيْهِ بِدْعَتُهُ. اور حسن بصری نے کہا: نماز پڑھو اور اس کی بدعت اس کے اوپر ہے۔

حسن بصری سے بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: اس کی اقتداء میں نماز پڑھو اور اس کی بدعت کا گناہ اس کے اوپر ہے' اس تعلیق کی اصل سنن سعید بن منصور میں ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۵ ص ۳۳۶)

محمد یحییٰ کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں:

درمختار میں مذکور ہے کہ بدعتی کی اقتداء میں نماز مکروہ تنزیہی ہے اور بدعت کی تعریف یہ ہے: جو چیز رسول اللہ ﷺ سے معروف ہو' اس کے خلاف عقیدہ رکھنا اور یہ خلاف کسی عناد سے نہ ہو بلکہ شبہ سے ہو اور جو ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے' اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی حتیٰ کہ خوارج کی بھی نہیں کیونکہ ان کی بدعت تاویل اور شبہ سے ہے اور جو چیز ضروریات دین سے ہو اس کا انکار کفر ہے' جیسے کوئی کہے: اللہ تعالیٰ کا جسم ہے اور حضرت ابو بکر صدیق کی صحابیت کا انکار کرے' سو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا اصلاً صحیح نہیں ہے۔ (الدر المختار مع رد المختار ج ۲ ص ۲۵۶) (حاشیہ لامع الدراری ج ۱ ص ۲۶۹' ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی' کراچی)

علامہ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز ابن عابدین حنفی دمشقی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

بدعت کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) بدعت واجبہ جیسے گمراہ فرقوں کا رد کرنا' اور کتاب و سنت کو سمجھنے کے لیے علم نحو کو پڑھنا (۲) بدعت مستحبہ جیسے سرائے اور دینی مدارس کو بنانا اور ہر وہ نیک کام جو عہد رسالت اور عہد صحابہ میں نہیں تھا (۳) بدعت مباحہ جیسے عمدہ پوشاک پہننا اور لذیذ کھانے کھانا (۴) بدعت مکروہہ جیسے مساجد کو مزین کرنا (۵) بدعت محرمہ یا ضلالہ' یہ وہ نیا کام ہے جو رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے خلاف اور اس کا مغیر ہو اور اس کی بنیاد کسی شبہ پر ہو اور اس کو دین قویم اور صراط مستقیم بنا لیا جائے۔

(ردالمحتار ج ۲ ص ۲۵۶' داراحیاء التراث العربی بیروت' ۱۴۱۹ھ)

نواب صدیق حسن بھوپالی کا اقسام بدعت کا انکار کرنا اور مصنف کا ان پر رد

شیخ محمد صدیق بن حسن بھوپالی المتوفی ۱۳۰۷ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی نے بدعت کی واجبہ' مستحبہ' محرمہ' مکروہہ اور مباحہ کی طرف تقسیم کی ہے اور ان کے علاوہ دیگر نے حسنہ اور سیئہ کی طرف تقسیم کی ہے جیسا کہ اہل بدعت کی اس جماعت نے کہا ہے جن کے دلوں میں بچھڑے (شرک) کی محبت پلادی گئی اور اس تقسیم کے ثبوت میں کتاب ہے نہ سنت صحیحہ ہے' ان لوگوں نے اس تقسیم کو اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے اور اہل حق نے ان کا شدید رد کیا ہے۔

(حالانکہ یہ تقسیم امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے جیسا کہ علامہ کرمانی کے حوالے سے گزر چکا ہے۔ سعیدی غفرلہٗ)

(السراج الوھاج ج ۲ ص ۱۶۹' دارالکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۲۵ھ)

نواب صدیق حسن خان کے ممدوح ابن تیمیہ اور شوکانی کا بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی تقسیم کرنا

شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ الحرانی المتوفی ۷۲۸ھ لکھتے ہیں:

دین میں بدعت نکالنا اگرچہ اصل میں مذموم ہے' جیسا کہ کتاب اور سنت کی اس پر دلالت ہے' اور اس میں بدعات قولیہ اور فعلیہ برابر ہیں' کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ طریق عموم فرمایا: ہر بدعت گمراہی ہے۔ (صحیح مسلم: ۸۶۷' سنن نسائی: ۱۵۷۸' سنن ابن ماجہ: ۴۵' مسند احمد ج ۳ ص ۳۱۰) اور اس حدیث کے عموم پر عمل کرنا واجب ہے' اور جس نے بدعت کی دو قسمیں کی ہیں: حسن اور قبیح' اس نے خطا کی ہے' جیسا کہ فقہاء متکلمین اور صوفیاء نے کیا ہے اور ہر وہ طریقہ جو نص نبوت کے خلاف ہو وہ گمراہی ہے۔

اور جس کام کا نام بدعت حسنہ رکھا گیا ہے اور اس کا حسن دلائل شرعیہ سے ثابت ہے تو اس کے لیے دو چیزوں میں سے ایک لازم ہے:

(۱) یا تو یہ کہا جائے گا کہ وہ کام دین میں بدعت نہیں ہے' اگرچہ اس کو لغت کے اعتبار سے بدعت کہا جائے گا جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''نعم البدعة هذه''۔ (صحیح البخاری: ۲۰۱۰)

(۲) یا یہ کہا جائے کہ یہ حدیث: ہر بدعت گمراہی ہے' اس کا حکم عام ہے' مگر اس سے بعض بدعات خاص کر لی گئی ہیں کیونکہ اس عموم کا معارض راجح ہے اور جیسا کہ کتاب اور سنت کے اور عموماتِ تخصیص کے بعد اپنے عموم پر باقی رہتے ہیں' اسی طرح یہ حکم عام بھی ہے۔ (مجموعۃ الفتاویٰ ج ۱۰ ص ۲۱۵-۲۱۴' دارالجیل' ریاض' ۱۴۱۸ھ)

نیز شیخ ابن تیمیہ بدعات سیئہ کا ذکر کرتے ہیں:

اسی معنی کی وجہ سے شطرنج اور جوئے کی دیگر اقسام مکروہ ہیں کیونکہ یہ آپس میں عداوت اور بغض پیدا کرتی ہیں۔ اسی طرح غنا ہے کیونکہ یہ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے اور زنا کی طرف ابھارتا ہے اور قلب کو علم نافع اور عمل صالح سے روکتا ہے اور برائیوں کی دعوت دیتا ہے اور نیکیوں سے منع کرتا ہے۔

اسی طرح بدعات اعتقادیہ اور عملیہ ہوتی ہیں' جو کلمات طیبہ اور اعمال صالحہ سے روکتی ہیں اور وہ حق کے ترک کو متضمن ہوتی ہیں اور ان میں اعتقاد اور عمل کا فساد ہوتا ہے۔ (مجموعۃ الفتاویٰ ج ۲۰ ص ۱۰۷' دارالجیل' ریاض' ۱۴۱۸ھ)

شیخ ابن تیمیہ بدعت حسنہ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

جو علماء بدعت کی حسنہ اور سیئہ کی طرف تقسیم کے قائل ہیں' ان کے نزدیک بدعت حسنہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ جن اہل علم کی

اقتداء کی جاتی ہے انہوں نے اس کو مستحب قرار دیا ہو اور اس کے استحباب پر دلیل شرعی قائم ہو۔

(مجموعۃ الفتاویٰ ج ۲۷ ص ۸۷ 'دار الجلیل' ریاض' ۱۴۱۸ھ)

شیخ ابن تیمیہ بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ کی مزید مثالیں دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ کام جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا (تراویح کی جماعت) یہ سنت ہے لیکن انہوں نے کہا: ''نعم البدعة هذه'' (صحیح البخاری: ۲۰۱۰) یہ اچھی بدعت ہے کیونکہ یہ لغت کے اعتبار سے بدعت ہے اور صحابہ نے وہ کام کیا جس کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں نہیں کرتے تھے یعنی اس کی مثل کے لیے مجتمع ہونا اور یہ شریعت میں سنت ہے۔

اسی طرح یہود اور نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکالنا اور یہ حجاز' یمن اور یمامہ ہے اور ہر وہ شہر جس پر فارس اور روم نہیں پہنچا وہ جزیرۂ عرب ہے اور شہروں میں سے ایک شہر ہے جیسے کوفہ اور بصرہ اور قرآن کو مصحف واحد میں جمع کرنا اور وظائف مقرر کرنا اور جمعہ کے دن پہلی اذان دینا' اور عید کے دن شہر سے باہر نماز پڑھانے کے لیے امام مقرر کرنا اور اس قسم کے اور بہت کام جن کو خلفاء راشدین نے سنت قرار دیا' کیونکہ ان کاموں کو انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے سنت بنایا' لہٰذا یہ تمام کام سنت ہیں' اگرچہ لغت کے اعتبار سے ان کاموں کو بدعت کہا جاتا ہے۔

رہا بہ آواز بلند نیت کرنا اور اس کو بار بار دہرانا تو وہ بدعت سیئہ ہے اور اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہ مستحب نہیں ہے کیونکہ یہ وہ کام ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے نہ خلفاء راشدین نے۔ (مجموعۃ الفتاویٰ ج ۲۲ ص ۴۲ 'دار الجلیل' ریاض' ۱۴۱۸ھ)

بدعت کی تقسیم کے متعلق علماء غیر مقلدین کی تصریحات

مشہور غیر مقلد عالم محمد بن علی بن محمد شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ لکھتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''نعم البدعة''۔ (صحیح البخاری: ۲۰۱۰) حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے ''فتح الباری'' (ج ۴ ص ۸۲۷ 'دار الفکر' بیروت) میں کہا: بدعت اصل میں اس نئے کام کو کہتے ہیں جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو اور شریعت میں اس نئے کام کو کہتے ہیں جو سنت کے مقابل ہو' پس بدعت مذموم ہوتی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ وہ نیا کام اگر اس اصول کے تحت درج ہو' جو شریعت میں مستحسن ہو تو وہ بدعت حسنہ ہے اور اگر وہ نیا کام اس اصول کے تحت درج ہو' جو شریعت میں قبیح ہے تو وہ بدعت قبیحہ ہے ورنہ وہ مباح کی قسم سے ہے اور بدعت پانچ احکام کی طرف منقسم ہوتی ہے۔ (نیل الاوطار ج ۲ ص ۳۱۲ 'دار الوفاء' ۱۴۲۱ھ)

ایک اور غیر مقلد شیخ وحید الزمان متوفی ۱۳۲۸ھ لکھتے ہیں:

بدعت لغویہ کی یہ قسمیں ہیں: مباحہ' مکروہہ' حسنہ اور سیئہ۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۶ طبع قدیم' میور پریس' دہلی' ۱۳۲۵ھ)

شیخ ابو الحسن عبد اللہ بن محمد عبد السلام مبارک پوری لکھتے ہیں:

بدعت ضلالہ سے مراد وہ بدعت ہے' جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو اور جس کی شریعت میں کوئی اصل ہو' جو اس پر دلالت کرے' وہ بدعت لغوی ہے اور سلف صالحین کے کلام میں جس بدعت کو حسن کہا گیا ہے' اس سے مراد یہی بدعت ہے' جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کے متعلق کہا: یہ اچھی بدعت ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۲۶۴ 'مکتبۃ الرحمان سلفیہ' سرگودھا' طبع ثانی)

نواب صدیق حسن خان نے بدعت کی تقسیم کرنے والوں کے متعلق کہا ہے: ان کے دلوں میں شرک کی محبت پلا دی گئی ہے نواب صاحب کے نزدیک شیخ ابن تیمیہ' قاضی شوکانی' شیخ وحید الزمان اور شیخ مبارک پوری ایسے صنادید غیر مقلدین بھی شرک کے ... ہیں!